JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

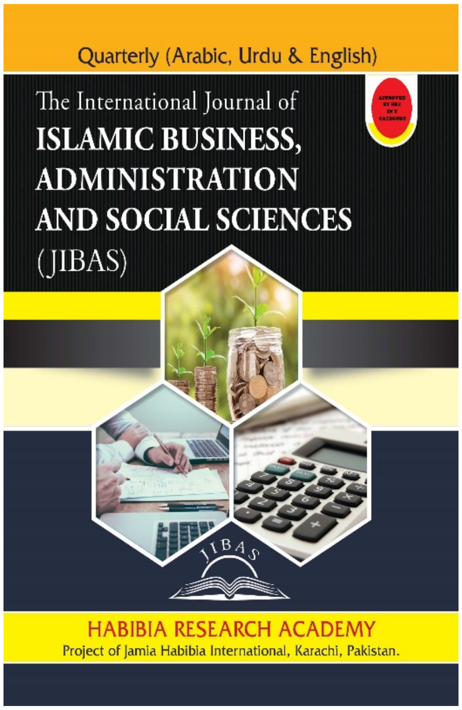

TOPIC:

THE SHARI'AH STATUS OF FRIENDSHIP, LOVE AND RELATIONSHIPS WITH NON-MUSLIMS IN THE LIGHT OF TAFSIR. E. MARAGHI

تفسیر مراغی کی روشنی میں غیر مسلموں سے دوستی، محبت اور تعلقات کی شرعی حیثیت

AUTHORS:
1- *Amin Ullah ,PhD scholar, Department of Islamic Studies, UST Bannu*
2- *Dr. Muhammad Fakhar ul Din, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, UST Bannu*

How to Cite: *Amin Ullah, and Muhammad Fakhar ul Din. 2022. "THE SHARI'AH STATUS OF FRIENDSHIP, LOVE AND RELATIONSHIPS WITH NON-MUSLIMS IN THE LIGHT OF TAFSIR. E. MARAGHI: تفسیرمراغی کی روشنی میں غیرمسلموں سےدوستی،محبت اورتعلقات کی شرعی حیثیت". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 2 (2):67-84.*
URL: https://jibas.org/index.php/jibas/article/view/68.
Vol. 2, No.2 || April –June 2022 || P. 67-84
Published online: 2022-06-30

QR. Code

THE SHARI'AH STATUS OF FRIENDSHIP, LOVE AND RELATIONSHIPS WITH NON-MUSLIMS IN THE LIGHT OF TAFSIR. E. MARAGHI

تفسیر مراغی کی روشنی میں غیر مسلموں سے دوستی، محبت اور تعلقات کی شرعی حیثیت

Amin Ullah,　*Muhammad Fakhar ul Din,*

ABSTRACT:
Islam is a complete code of conduct in which, while it provides comprehensive guidance on the mutual relations of believers, it also describes attitudes towards non-Muslims with justice. The Qur'an and Hadith provide guidance on all kinds of family, social, societal and economic. Relations of Muslims with non-Muslims. This is because Islam is a universal religion. It is not addressed to any one class but to all humanity. Islam commands its adherents to be tolerant in dealing with non-Muslims. Islam holds that every human being is honorable as a human being, regardless of his religion or race. According to Islam, the world is a testing ground for human beings. God has sent every human being into the world with the power to accept or reject God's message. In view of these reasons, in the light of "Tafsir-e-Maraghi", the Shari'ah status of friendship, love and relations with non-Muslims is examined.

KEYWORDS: *Quran, Ahadith, Ahmad ibne Mustafa al-Maraghi, Tafsir.e. maraghi, Muslims, non-Muslims, mutual relations.*

احمد بن مصطفی المراغی(م:۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء)اپنی مشہور تفسیر"تفسیرِ مراغی"میں قرآن پاک کی آیت مبارکہ:(يٰاَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا لاتَتَّخِذُواالْيَهُودَ وَالنَّصارى أَوْلِياءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِياءُ بَعْضٍ، وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ،إِنَّ اللَّهَ لايَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ):**کے تحت امام ابن القیمؒ کی کتاب سے اقتباس پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:** وروى أرباب السير:أن النبي صلى الله عليه وسلم لماقدم المدينةصار الكفارمعه ثلاثة أقسام: قسم صالحهم ووادعهم على ألا يحاربوه ولا يظاهروا عليه أحدا ولا يوالوا عليه عدوه، وهم على كفرهم آمنون على دمائهم وأموالهم،وقسم حاربوه ونصبواله العداوة.وقسم تاركوه فلم يصالحوه ولم يحاربوه، بل انتظروا ما يئول إليه أمره وأمر أعدائه، ثم من هؤلاء من كان يحب ظهوره وانتصاره فى الباطن، ومنهم من دخل معه فى الظاهر وهو مع عدوه فى الباطن ليأمن الفريقين، وهؤلاء هم المنافقون. وقدعامل كل طائفة من هذه الطوائف بما أمره ربه به، فصالح يهود المدينة وكتب بينه وبينهم كتاب أمن،وكانوا ثلاثة طوائف حول المدينة:بنى قينقاع وبنى النضير،وبنى قريظة- فحاربته بنو قينقاع بعد بدر وأظهروا البغي والحسد،ثم نقض العهد بنو النضير بعد ذلك بستة أشهر، ثم نقض بنو النضير العهد لما خرج إلى غزوة الخندق،وكانوا من أشداليهودعداوة للنبیﷺ ، وقدحارب كل طائفة وأظهره الله عليها،وكان نصارى العرب والروم حرباعليه كاليهود. [1]

"ترجمہ:۔جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے،تو آپ ﷺ کے ساتھ کفار تین اقسام میں بٹ گئے:

(۱) ایک قسم وہ تھی، جن کے ساتھ حضور ﷺ نے صلح کیا، اور یہ معاہدہ کیا، کہ وہ نہ تو اس (آپ ﷺ) سے لڑیں گے، اور نہ ہی اس کے خلاف کسی کی حمایت کریں گے، اور نہ ہی اس کے دشمن سے دوستی کریں گے، اور وہ اپنے کفر پر اس حالت میں قائم رہیں گے، کہ وہ اپنے خون اور مال کے لحاظ سے محفوظ رہیں گے۔

(۲) دوسری قسم نے آپ ﷺ کا جنگ کے ذریعے مقابلہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ دشمنی قائم کی۔

(۳) اور تیسری قسم نے اس کو چھوڑ دیا، انہوں نے نہ آپ ﷺ کے ساتھ صلح کی، اور نہ ہی اس سے جنگ کی، بلکہ وہ اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ ﷺ اور اس کے دشمنوں کا کیا معاملہ بنتا ہے؟۔ پھر ان لوگوں میں سے بعض لوگوں کو آپ ﷺ کا غالب ہونا اور باطن (خفیہ) میں آپ ﷺ کی مدد کرنا پسند تھا۔ اور ان میں سے بعض ظاہر میں آپ ﷺ کے گروہ میں داخل ہوئے، اور خفیہ طور پر آپ ﷺ کے دشمن کے ساتھ ملے ہوئے تھے، تاکہ دونوں فریق محفوظ رہیں۔ اور یہ لوگ منافق تھے۔ اور یقیناً آپ ﷺ نے ان فرقوں میں سے ہر ایک کے ساتھ وہی سلوک کیا، جو اس کے رب نے اسے کرنے کا حکم دیا تھا، چنانچہ اس نے مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ صلح کر لی، اور اپنے اور ان کے درمیان امن اور سلامتی کا معاہدہ لکھا۔ اور وہ (یہود) شہر کے ارد گرد تین فرقے (قبیلے) تھے: بنو قَینُقاع، بنو نضیر، اور بنو قریظہ۔ ان میں سے بنو قینقاع نے غزوۂ بدر کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کی، اور انہوں نے سرکشی اور حسد کا مظاہرہ کیا۔ اور بنو نضیر نے چھ ماہ بعد آپ ﷺ کے ساتھ عہد توڑ دیا۔ پھر بنو نضیر نے عہد اس وقت توڑا، جب آپ ﷺ غزوۂ خندق کی طرف نکل رہے تھے۔ اور یہودیوں میں یہی قبیلہ بنو نضیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنی میں بہت سخت تھے۔ آپ ﷺ نے ہر فرقے کے ساتھ جنگ کے ذریعے مقابلہ کیا اور خدا نے ان سب پر آپ ﷺ کو غالب کر دیا، اور عربوں اور رومیوں کے عیسائی یہودیوں کی طرح آپ ﷺ کے خلاف جنگ میں شریک تھے۔" اب "تفسیرِ مراغی" کی اس عبارت کے ضمن میں قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں غیر مسلموں کے ساتھ، دوستی، محبت اور تعلقات کی شرعی حیثیت پیش کی جاتی ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ایک ہے، وہ اکیلا سارے نظام کو چلا رہا ہے، اپنے ہر کام میں کسی کا بھی محتاج نہیں، اور وہ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے واحد اور یکتا ہے اور وحدانیت کو ہی پسند کرتا ہے، اس کے ساتھ ذات یا صفت میں کوئی بھی شریک نہیں، اور اس کے ساتھ ذات یا صفات میں کسی کو شریک کرنا، قرآن کی اصطلاح میں "ظلم عظیم" ہے: ارشادِ ربّانی ہے: إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ -[2] ترجمہ:۔"بے شک شرک بڑا (بھاری) ظلم ہے۔" اور اس طرح کی جرأت (شرک) کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ناقابل برداشت ہے، قرآن پاک میں ارشادِ ربّانی ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ -[3] ترجمہ:۔"خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اسکے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا۔" تمام مومنین ایک ہی اللہ تعالیٰ کے ماننے والے، احکامِ الٰہیہ کے پیروکار، اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب ہیں، ان کو بار بار قرآن وحدیث میں جنت اور آخرت کی کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔ جبکہ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے خدا کی نظر میں مبغوض، ناپسند اور ناقابل معافی جرم کے مرتکب ہیں، وہ آخرت میں ناکام اور نامراد ہوں گے، اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل ہوں گے، اس لیے کہ انھوں نے اپنے حقیقی رب کو فراموش کردیا، اس کے احسانات سے استفادہ کیا، مگر احسان فراموشی کرکے اپنے رب کے احکام سے روگردانی کی، اگر وہ دنیا کے اس بہترین نظام اور خود اپنی جسمانی ساخت اور مختلف نظام پر غور کرتے، تو ان باطل معبودوں کو چھوڑ کر حقیقی معبود تک پہنچ جاتے، مگر غفلت سے کام لیتے ہوئے، اپنے حقیقی رب اور اس کے فرائض کو چھوڑ بیٹھے، اور شرک جیسے گناہ عظیم کے مرتکب ہوئے۔ اسلام، جو انسان کو ابدی راحت وآرام فراہم کرتا ہے، اور جو محسن حقیقی کی پہچان کراتا ہے، اس سے وہ دور رہے۔ اس حیثیت سے بنی نوعِ انسانی کے دو گروہ ہوگئے، ایک مسلم، اور دوسرا غیر مسلم۔ قرآن مجید میں دونوں گروہوں کے الگ الگ احکام مفصل طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے، کہ غیر مسلم اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ لہٰذا ان سے دوستی، قلبی محبت، اور رازدارانہ تعلقات نہ رکھے جائیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل آیات نازل کی گئیں:

1:۔ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ۔[4] ترجمہ:۔"مسلمانوں کو چاہئے ،کہ کفار کو (ظاہرًا یاباطنًا) دوست نہ بناویں مسلمانوں(کی دوستی) سے تجاوز کرکے، اور جو شخص ایسا(کام) کرے گا، سووہ شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (دوستی رکھنے کے) کسی شمار میں نہیں، مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا(قوی) اندیشہ رکھتے ہو۔"

2:۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۔[5] ترجمہ:۔"اے ایمان والو مت بناؤیہود اور نصاریٰ کو دوست، وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے، اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے، تو وہ انہی میں سے ہے۔"

3:۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ ج ۔[6]ترجمہ:۔"مومنو: اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لئے (مکے سے) نکلے ہو، تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناو، تم تو ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو، اور وہ (دین) حق سے، (جو تمہارے پاس آیا ہے) منکر ہیں۔"

4:۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۔ [7]ترجمہ:۔"اے اہل ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن، بھائی) ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔ اور جو ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں۔"

5:۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۔ [8]ترجمہ:۔"جو لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں، تم ان کو خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو

گے، خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہیں۔"اس مضمون پر مشتمل اور بھی متعدد ایسی آیات ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ کفر وشرک کرنے والوں کے ساتھ کسی بھی طرح کی دوستی نہیں کی جائے گی، اور نہ ان سے کوئی سمجھوتہ کیا جائے گا، خواہ ان سے خونی رشتہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ یہ لوگ خدا کی نازل کردہ چیزوں کا انکار کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے منہ موڑتے ہیں، وہ اس لائق نہیں ہیں کہ ان سے محبت کا معاملہ کیا جائے، اور ان سے قربت اختیار کی جائے... لیکن قرآن پاک کی دوسری آیات، احادیث مبارکہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے تعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خواہ کافر اور غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، اس کو بعض بنیادی حقوق حاصل ہیں۔ جس میں ان کو زندہ رہنے، معاشی جدوجہد کرنے، اپنا مال اور جائیداد رکھنے، اس میں تصرف کرنے اور عزت و آبرو کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق سب سے نمایاں ہے۔ اسلام ان کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے، اور یہ چاہتا ہے، کہ انسانیت کے اعتبار سے ان کے جو حقوق ہیں، ان کا مکمل احترام کیا جائے۔ اس لیے کہ غیر مسلم بھی، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور انسان ہیں۔ انسانیت کے لحاظ سے وہ بھی قابل تکریم ہیں۔ علامہ شامیؒ نے اس پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: وَالْآدَمِيُّ مُكَرَّمٌ شَرْعًا وَإِنْ كَانَ كَافِرًا -[9]۔ "آدمی شرعی اعتبار سے محترم ہے خواہ وہ کافر کیوں نہ ہو". غیر مسلم اگرچہ عقیدے کے اعتبار سے ناپاک اور ناقابل التفات ہیں، لیکن آدمیت کے لحاظ سے وہ قابل احترام ہیں۔ غیر مسلم کے ان دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے اہل علم و تحقیق اور فقہاء کرام نے ان سے تعلقات رکھنے کی درج ذیل تین قسمیں بیان کی ہیں۔

1:۔ موالات: اس سے مراد قلبی اور دلی محبت ہے، یہ صرف ہم عقیدہ یعنی مسلمانوں کے ساتھ جائز ہے، کفار و مشرکین سے رازدارانہ تعلق، قلبی محبت، ان کا حقیقی احترام، (کہ جس سے کفر کا احترام لازم آئے)، جائز نہیں ہے۔

۲:۔ مواسات: اس کے معنی ہمدردی، خیر خواہی اور نفع رسانی کے ہیں، ایسے غیر مسلم جو مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار اور جنگ کے درپے نہیں ہیں، وہ ہماری ہمدردی، اور خیر خواہی کے مستحق ہیں۔ سورۂ ممتحنہ کی آٹھویں آیت میں اس کی یوں وضاحت ملتی ہے: لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ -[10]ترجمہ:۔"جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا۔"ایسے لوگوں سے حسن سلوک، ہمدردی و غم خواری کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ اس سے یہ فائدہ ہوگا، کہ اسلام سے قریب ہوں گے، مسلمانوں کے حسن اخلاق سے متاثر ہوں گے، اور آپس کا فاصلہ کم ہوگا۔

۳:۔ مدارات:۔ اس سے مراد ظاہری خوش خلقی اور ادب و احترام ہے۔ یہ تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، خصوصاً جبکہ اس سے مقصد دینی نفع رسانی، اسلام کی دعوت، اسلامی اخلاق و برتاؤ پیش کرنا ہو۔ یا اس وقت، جب کہ وہ ہمارے مہمان ہوں، اور مہمانوں کا احترام بہر حال لازم ہے۔ یا ان کے شر و ضرر رسانی سے حفاظت مقصود ہو۔ علامہ سیوطیؒ سورۃ آل عمران کی آیت:(۲۸) کے ذیل میں لکھتے ہیں: (إِلَّا

أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاة)مَصْدَر تَقَيْته أَيْ تَخَافُوا مَخَافَة فَلَكُمْ مُوَالَاتهمْ بِاللِّسَانِ دُون الْقَلْب وَهَذَا قَبْل عِزَّة الْإِسْلَام وَيَجْرِي فِيمَنْ هُوَ فِي بَلَد لَيْسَ قَوِيًّا فِيهَا)- [11]ترجمہ:۔"تمہیں ان سے خوف واندیشہ ہو تو زبان سے بظاہر دوستانہ رویہ، رواداری درست ہے، قلبی دوستی جائز نہیں، یہ حکم اسلام کے غلبہ سے قبل تھا؛ لیکن آج بھی ایسے علاقے میں جہاں مسلمان کمزور ہیں، یہ درست ہے۔" بیسویں صدی کے مشہور محقق، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی تفسیر "بیان القرآن" کے خلاصہ بحث میں تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملے ہوتے ہیں:(۱)موالات:یعنی دوستی۔ (۲) مدارات:یعنی ظاہری خوش خلقی۔ (۳)مواسات: یعنی احسان و نفع رسانی۔ ان معاملات میں تفصیل یہ ہے کہ موالات تو کسی حال میں جائز نہیں۔اور قرآن پاک کی آیت:یٰاَیُّھَاالَّذِینَ آمَنُوا لَاتَتَّخِذُواالْیَھُودَوَالنَّصَارٰی أَوْلِیَاءَبَعْضُھُمْ أَوْلِیَاءُبَعْضٍ وَمَنْ یَتَوَلَّھُمْ مِنْکُمْ فَإِنَّهُ مِنْھُمْ،(اور) آیت لَاتَتَّخِذُواآبَاءَکُمْ وَإِخْوَانَکُمْ أَوْلِیَاءَإِنِ اسْتَحَبُّواالْکُفْرَعَلَی الْإِیمَانِ،میں یہی(موالات) مراد ہے۔اور مدارات تین حالتوں میں درست ہے۔ایک دفعہ ضرر کے واسطے، دوسرے اس کافر کی مصلحت دینی یعنی توقع ہدایت کے واسطے، تیسرے اکرام ضَیف کے لیے۔اور اپنی مصلحت و منفعت مال یا جاہ کے لیے درست نہیں، بالخصوص جب کہ ضرر دینی کا بھی خوف ہو، تو بدرجۂ اولیٰ یہ اختلاط حرام ہو گا۔[12]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی رواداری: مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا، کہ غیر مسلموں کے ساتھ ظاہری رواداری، حسن اخلاق، اور شیریں زبان استعمال کرنا وغیرہ سب درست ہے، خصوصا جب کہ اس سے اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کے اخلاق پیش کرنا مقصود ہو، تو بہتر اور پسندیدہ بات ہے، اور اس پر ان کو اجر بھی ملے گا۔ سیرت نبوی ﷺ سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ فتح مکہ کا وہ تاریخی دن بھی تاریخ ایک بہترین حصہ ہے، جب مکہ فتح ہو چکا تھا، اور دشمنانِ اسلام سہمے ہوئے تھے، لاکھوں تلواریں اشارۂ نبوی ﷺ کی منتظر تھیں، سارے مشرکین صحن کعبہ میں موجود ہیں، آپ ﷺ چاہتے، تو ان کے ایک ایک جرم کا بدلہ لے سکتے تھے، مگر ان جانی دشمنوں کو معافی کا پروانہ دے دیا گیا، ارشاد فرمایا: ”آج میں تم سے کوئی بدلہ نہیں لیتا، کیوں کہ میں **رحمۃ للعالمین** پیغمبر ہوں، میں آج تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا، جو حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے کیا تھا۔ آپؑ نے اپنے بھائیوں کی کوتاہیاں معاف کرتے ہوئے فرمایا تھا: قَالَ لَاتَثْرِیبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِینَ -[13]ترجمہ:۔(یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ آج کے دن (سے) تم پر کچھ عتاب (وملامت) نہیں ہے۔ خدا تم کو معاف کرے، اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے۔“ پھر فرمایا: جاؤ! تم سب کے سب آزاد ہو ، میں نے تم سب کو معاف کر دیا۔

اسی طرح طائف کا واقعہ مشہور ہے، کہ: آپ ﷺ مکہ سے مایوس ہو کر طائف کی وادی میں اسلام کی دعوت دینے پہنچے، اوباش لڑکوں نے پتھر مار مار کر لہو لہان کر دیا، بظاہر ناکام اور مایوس ہو کر لوٹ رہے تھے، راستے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو فرشتے آئے، اور کہا، کہ آپ ﷺ کا حکم ہو، تو اس بستی والوں کو دو پہاڑوں کے درمیان کچل کر رکھ دیا جائے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، ایسا نہ کریں، کیا پتہ

،شاید ان کی آئندہ نسلیں دعوتِ حق کے اس پیغام کو قبول کرلیں۔اس طرح کے بیشتر رواداری اور حسن اخلاق کے ایسے واقعات ہیں کہ تاریخ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے ، اور اس پر حیرت اس لیے بھی ہے ، کہ یہ رواداری اس صورتِ حال میں تھی، جب کہ آپ ﷺ ان کفار سے برسرپیکار تھے، اور ہر وقت ان سے ضرر رسانی کا خطرہ رہتا تھا، ایسے وقت لوگ جذبات میں حسن سلوک اور ظاہری خوش خلقی سے عموماً متصف نہیں رہ سکتے؛ بلکہ ایسے حالات میں انسانیت کا بھی احترام ختم ہو جاتا ہے۔یہ اسلام کی تعلیم ہے، کہ حسن اخلاق اور رواداری بہر حال پیش نظر رکھتی ہے، اس سے صرفِ نظر مسلمانوں کا وصف نہیں ہو سکتا، اس لیے صحابہ کرامؓ بھی اسی تعلیم پر عمل پیرا تھے، حضرت عمر فاروقؓ جو کفار کے حق میں نسبتاً سخت سمجھے جاتے ہیں، ایک روز مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک نصرانی فقیر کو دیکھا، بھیک مانگ رہا ہے، فاروق اعظم اس کے پاس گئے، اور حال دریافت کرنے کے بعد فرمایا، کہ یہ تو کوئی انصاف نہ ہوا، کہ تیری جوانی اور قوت کے زمانہ میں ہم نے تجھ سے ٹیکس وصول کیا، اور جب تو بوڑھا ہو گیا، تو اب ہم تیری امداد نہ کریں، چنانچہ اس نے اسی وقت حکم جاری کر دیا، کہ بیت المال سے اس کو تاحیات گذارہ دے دیا جائے۔[14]

غیر مسلم پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک: اسلام اپنے متبعین کو بلند اخلاق اور اعلیٰ ظرفی کی تعلیم دیتا ہے، اسلامی شریعت یہ نہیں چاہتی، کہ بد اخلاقی اور نامناسب زبان استعمال کیا جائے، یا کسی بھی معاملے میں تنگ ذہنی برتی جائے؛ چنانچہ اسلام نے مسلمانوں کو باہمی اخلاقیات کی جو تعلیم اور ہدایات دی ہیں، ان کا راست مصداق تو مسلمان ہیں، تاہم غیر مسلم افراد بھی اس میں شامل ہیں۔جیسے اسلام میں پڑوسیوں کی بڑی اہمیت بتائی گئی ہے، ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے، اور حسن اخلاق سے پیش آنے کی تعلیم دی ہے، اور ان کو اپنے شر سے حفاظت کی ہدایت دی ہے۔چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ» -[15]ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا"جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے، اور جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے پڑوسی کو نقصان نہ پہنچائے، اور جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔" آپ ﷺ نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ جب سالن پکایا جائے تو اس میں اتنا پانی بڑھا دیا جائے کہ پڑوسیوں میں تقسیم کیا جا سکے۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ،قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآله وسَلَّمَ:«يَاأَبَاذَرٍّ إِذَاطَبَخْتَ مَرَقَةً،فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ »-[16]ترجمہ:-"حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جب تم کوئی شوربے والی چیز پکاؤ، تو اس میں پانی کچھ زیادہ ڈال لیا کرو، اور اپنے ہمسائے کا بھی خیال رکھا کرو"۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ اسلام کس انداز سے پڑوسی کا خیال رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔ وہ انسان کو ترغیب دیتا ہے، کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے کشادہ رزق سے نوازا ہو، تو وہ احسان کا معاملہ کرتے ہوئے شوربے والے سالن میں سے کچھ حصہ اپنے پڑوسی کو بھی دے۔ شوربہ عموماً گوشت یا بطورِ سالن استعمال ہونے والی دیگر اشیاء سے بنایا جاتا ہے۔ اور اگر شوربے کے علاوہ کوئی اور چیز ہو، تب بھی ایسا ہی کرنا چاہیے: جیسے پینے کی اشیاء: مثلاً بچا ہوا دودھ یا اس سے ملتی جلتی کوئی اور چیز ہو، تو مناسب یہی ہے کہ اس کے ذریعے اپنے پڑوسیوں کا بھی خیال رکھا جائے۔ پڑوسیوں کے حقوق، ان کے اکرام، ان کی رعایت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی جو تاکید قرآن وحدیث میں مذکور ہے، ان میں غیر مسلم بھی داخل ہے: چنانچہ ایک روایت میں ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"الْجِيرَانُ ثَلَاثَةٌ:فَمِنْهُمْ مَنْ لَهُ ثَلَاثَةُ حُقُوقٍ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَهُ حَقَّانِ،وَمِنْهُمْ مَنْ لَهُ حَقٌّ،فَأَمَّا الَّذِي لَهُ ثَلَاثَةُ حُقُوقٍ،فَالْجَارُ الْمُسْلِمُ الْقَرِيبُ لَهُ حَقُّ الْجَارِ وَحَقُّ الْإِسْلَامِ،وَحَقُّ الْقَرَابَةِ، وَأَمَّا الَّذِي لَهُ حَقَّانِ فَالْجَارُالْمُسْلِمُ لَهُ حَقُّ الْجِوَارِ، وَحَقُّ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا الَّذِي لَهُ حَقٌّ وَاحِدٌ فَالْجَارُ الْكَافِرُ لَهُ حَقُّ الْجِوَارِ "۔[17] ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی تین طرح کے ہیں: ایک وہ پڑوسی جس کے تین حقوق ہیں، اور دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہیں، اور تیسرا وہ پڑوسی جس کا ایک حق ہے۔ تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو، مسلمان بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو، تو اس کا ایک حق مسلمان ہونے کا، دوسرا پڑوسی ہونے کا اور تیسرا قرابت داری کا ہو گا۔ اور دو حق والا وہ پڑوسی ہے جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلم دینی بھائی ہے، اس کا ایک حق مسلمان ہونے کا دوسرا حق پڑوسی ہونے کا ہو گا۔ اور ایک حق والا پڑوسی غیر مسلم ہے (جس سے کوئی بھی قرابت ورشتہ داری نہ ہو) اس کو صرف پڑوسی ہونے کا حق حاصل ہو گا۔“

اسی طرح ایک جگہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ أَوْ قَالَ:لِجَارِهِ ،مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ "۔[18] ترجمہ:۔”حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے (یا فرمایا) کہ اپنے پڑوسی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“

ایک حدیث میں پڑوسی کی تاکید کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «وَاللَّهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لاَ يُؤْمِنُ» قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «الَّذِي لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ»۔[19] ترجمہ:۔”حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم (کامل) مؤمن نہیں ہے، اللہ کی قسم (کامل) مؤمن نہیں ہے، اللہ کی قسم (کامل) مؤمن نہیں ہے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) کون مؤمن نہیں ہے؟ فرمایا: وہ شخص جس کا پڑوسی اس کے شرور اور تکلیفوں سے محفوظ نہ ہو۔“

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَمَنْ لَايَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ - [20]ترجمہ:۔"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں داخل نہیں ہو گا وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں اور شر ور سے محفوظ نہ ہو۔" احادیثِ مبارکہ میں پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے، اور ان میں کہیں مسلمان کی صراحت نہیں کہ مسلمان ہو، تب یہ حکم ہے، بلکہ صرف پڑوسی کا لفظ ہے، جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں داخل ہیں، نیز آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں صحابہؓ کا بھی کافر پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا معمول تھا۔اس لیے پڑوسی خواہ کافر کیوں نہ ہو، شریعت اس کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کی تعلیم دیتی ہے۔

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا واقعہ مذکور ہے: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍوذُبِحَتْ لَهُ شَاةٌ فِي أَهْلِهِ،فَلَمَّاجَاءَ قَالَ:أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا اليَهُودِيِّ؟أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا اليَهُودِيِّ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآله وسَلَّمَ يَقُولُ:مَازَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالجَارِحَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.[21] کیا تم لوگوں نے: ترجمہ:۔حضرت عبداللہ بن عمرو کے گھر بکری ذبح ہوئی، جب وہ آیا، تو انہوں نے گھر والوں سے کہا ہمارے یہودی پڑوسی کے لیے بھی ہدیہ بھیجا ہے؟ کیا تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کے لیے بھی ہدیہ بھیجا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: جبرئیلؑ مجھے مسلسل پڑوسی کے حقوق کی تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اس کو (ہمارے ساتھ مال و دولت میں) وارث قرار دے دیں گے۔

اس حدیث کے حوالے سے علامہ رشید رضا مصریؒ لکھتے ہیں: فَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ ابْنَ عُمَرَ فَهِمَ مِنَ الْوَصَايَا الْمُطْلَقَةِ فِي الْجَارِ أَنَّهَا تَشْمَلُ الْمُسْلِمَ وَغَيْرَ الْمُسْلِمِ، وَنَاهِيكَ بِفَهْمِهِ وَعِلْمِهِ - [22]ترجمہ:۔"یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے پڑوس کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلے میں جو مطلق تاکیدیں آئی ہیں، ان سے یہ سمجھا کہ ان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں۔عبد اللہ بن عمروؓ کا علم و فہم تمہارے لیے کافی ہونا چاہیے۔" سورۂ نساء کی آیت نمبر ۳۶ میں مختلف پڑوسیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس میں ایک قسم "الجار الجنب" بھی ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے غیر مسلم پڑوسی مراد لیا ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبیؒ اپنی تفسیر "تفسیرِ قرطبی" لکھتے ہیں: وَعَلَى هَذَا فَالْوَصَاةُ بِالْجَارِ مَأْمُورٌ بِهَا مَنْدُوبٌ إِلَيْهَا مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا، وَهُوَ الصَّحِيحُ.[23] ترجمہ:۔"اور اسی بنیاد پر پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم، یہ مندوب اور پسندیدہ ہے، خواہ پڑوسی مسلم ہو یا کافر، اور یہ صحیح بات ہے۔"

آگے کچھ صفحات کے بعد مزید لکھتے ہیں: قَالَ الْعُلَمَاءُ: الْأَحَادِيثُ فِي إِكْرَامِ الْجَارِ جَاءَتْ مُطْلَقَةً غَيْرَ مُقَيَّدَةٍ حَتَّى الْكَافِرِ كَمَا بَيَّنَّا. [24]ترجمہ:۔"علماء نے کہا ہے، کہ پڑوسی کے اکرام و احترام میں جو احادیث آئی ہیں وہ مطلق ہیں، اس میں کوئی قید نہیں ہے، کافر کی بھی قید نہیں۔"

غیر مسلموں سے تحائف کا تبادلہ: معاشرتی زندگی میں تحائف اور ہدایا کے تبادلے کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے، اس سے دوستی بڑھتی ہے، باہمی فاصلے کم ہوتے ہیں، اور دلوں سے تکلیف ورنج کے آثار دور ہوتے ہیں، اسی راز کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «تَهَادُوا تَحَابُّوا» ۔[25] ترجمہ: ''ایک دوسرے کو ہدایہ دیا کرو، اس سے محبت میں اضافہ ہوگا۔'' یہ حکم بھی عام ہے، اس سے غیر مسلم خارج نہیں، بلکہ ان سے بھی ہدایا کا تبادلہ کیا جانا چاہیے، خصوصاجبکہ اس سے مقصود بھی غیر مسلم کا دل اسلام کی طرف مائل کرنا ہو۔ احادیث میں غیر مسلموں کو تحفے دینے اور ان کے تحفے قبول کرنے کا ثبوت موجود ہے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں: عَنْ عَلِيٍّ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ كِسْرَى أَهْدَى لَهُ، فَقَبِلَ،وَأَنَّ الْمُلُوكَ أَهْدَوْا إِلَيْهِ، فَقَبِلَ مِنْهُمْ.[26] ترجمہ: ''کسریٰ (شاہ ایران) نے آپ ﷺ کو ہدیہ پیش کیا، آپ ﷺ نے قبول کیا، دیگر بادشاہوں نے بھی آپ کو ہدیے دیئے، آپ ﷺ نے قبول فرمائے۔''

غیر مسلموں کی دعوت قبول کرنا: معاشرے میں خوشگوار زندگی گذارنے کے لیے مہمانوں کی آمد و رفت، دعوت کھانا اور قبول کرنا بھی معاشرے کا ایک اہم حصہ ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دعوت دے تو اسے قبول کرنا چاہئے، بغیر کسی شرعی عذر کے اسے رد کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے، بلکہ ایک حدیث میں مسلمان کی دعوت قبول کرنا مسلمان کا حق بتلایا گیا ہے۔ اسی طرح غیر مسلم کے ساتھ بھی جائز مقاصد کے لیے کھانا پینا مباح ہے، ضرور کے وقت اسے دعوت دی بھی جاسکتی ہے، اور اس کی دعوت بھی قبول کی جاسکتی ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کی دعوت قبول فرمائی ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں: عَنْ أَنَسٍ:أَنَّ يَهُودِيًّادَعَارَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خُبْزِشَعِيرٍوَإِهَالَةٍسَنِخَةٍ،فَأَجَابَهُ ۔[27] ترجمہ: "ایک یہودی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور بدبو دار چربی کی دعوت دی، آپ ﷺ نے قبول فرمائی۔"

غیر مسلم کی عیادت: شریعت اس بات کی تعلیم دیتا ہے، کہ اگر کوئی بیمار ہو جائے، تو اس کی عیادت (بیمار پرسی) کی جائے، اس سے ہمدردی کا اظہار اور مریض سے یگانگت ہوتی ہے، اس کے بڑے فضائل آئے ہیں، مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم کی عیادت کا بھی یہی حکم ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے: " عن أنس رضي الله عنه قال: كان غلام يهودي يخدم النبي صلى الله عليه وآله وسلم،فمرض، فأتاه النبي صلى الله عليه وآله سلم يعوده،فقعد عند رأسه، فقال له: أسلم،فنظر إلى أبيه وهو عنده فقال له: أطع أبا القاسم صلى الله عليه وسلم، فأسلم، فخرج النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول: «الحمد لله الذي أنقذه من النار) ۔[28] ترجمہ: ''سیدنا انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ایک یہودی لڑکا (عبد القدوس) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن وہ بیمار ہو گیا، آپ ﷺ اس کا مزاج معلوم کرنے کے لیے تشریف لائے، اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے، اور فرمایا کہ مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ وہیں موجود تھا۔ اس نے کہا (کیا مضائقہ ہے؟) ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں مان

لے، چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک کا شکر ہے، جس نے اس بچے کو جہنم سے بچالیا۔"

اور علامہ امام ابن حجرؒ اپنی کتاب "فتح الباری" میں فرماتے ہیں: قَالَ ابن بَطَّالٍ إِنَّمَاتُشْرَعُ عِيَادَتُهُ إِذَارُجِيَ أَنْ يُجِيبَ إِلَى الدُّخُولِ فِي الْإِسْلَامِ، فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَطْمَعْ فِي ذَلِكَ فَلَا انْتَهَى، وَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْمَقَاصِدِ، فَقَدْ يَقَعُ بِعِيَادَتِهِ مَصْلَحَةٌ أُخْرَى- قَالَ الْمَاوَرْدِيُّ عِيَادَةُ الذِّمِّيِّ جَائِزَةٌ وَالْقُرْبَةُ مَوْقُوفَةٌ عَلَى نَوْعِ حُرْمَةٍ تَقْتَرِنُ بِهَا مِنْ جِوَارٍ أَوْ قَرَابَةٍ -[29] ترجمہ:۔"ابن بطالؒ نے کہا ہے: اس (کافر) کی عیادت اس وقت جائز ہے، جبکہ یہ امید و نیت ہو کہ وہ اسلام لے آئے گا، لیکن اگر اس کی یہ نیت نہ ہو تو جائز نہیں ہے،"اور ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم مقاصد کے اعتبار سے مختلف ہے، اور کبھی کبھی کافر کی عیادت کسی دوسری مصلحت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ امام ماوردیؒ کا یہ قول ہے: کہ ذمی کی عیادت جائز ہے، اور قرابت داری کا دارومدار اس قسم کی حرمت پر ہے جس کے ساتھ اس کا تعلق پڑوسی یا رشتہ داری کا ہو۔"

انہی روایات کی روشنی میں صاحب ہدایہ نے لکھا ہے: قال: "ولا بأس بعيادة اليهودي والنصراني"؛ لأنه نوع بر في حقهم، وما نهينا عن ذلك، وقد صح أن النبي عليه الصلاة والسلام عاد يهوديا مرض بجواره.[30] ترجمہ:۔"فرمایا، اور یہودی اور نصرانی کی عیادت میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ یہ ان کے حق میں ایک طرح کی بھلائی اور حسن سلوک ہے، اس سے ہمیں منع نہیں کیا گیا ہے، اور صحیح روایت ہے، کہ حضور ﷺ نے اپنے پڑوس میں ایک بیمار یہودی پڑوسی کی عیادت کی۔"

غیر مسلم پر انفاق: ضرورت مندوں اور محتاجوں پر خرچ کرنا، ان کی ضروریات پوری کرنا، بڑے اجر و ثواب کا کام ہے، اس میں عقیدہ اور دین و مذہب کا فرق نہیں رکھا گیا ہے، محتاج شخص مسلمان ہو یا غیر مسلم، مشرک ہو یا اہل کتاب، رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، ہر ایک پر خرچ کرنے کا جذبہ نیک اور باعث اجر ہے۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَاتَصَدَّقُوا إِلَّاعَلَى أَهْلِ دِينِكُمْ) فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: (لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ) إِلَى قَوْلِهِ (وَمَاتُنْفِقُوامِنْ خَيْرٍيُوَفَّ إِلَيْكُمْ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَصَدَّقُوا عَلَى أَهْلِ الْأَدْيَانِ" -[31] ترجمہ:۔"حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے، کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: (صرف اپنے دین والوں پر صدقہ کیا کرو) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: (لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ) (وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ) تک۔ راوی فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تمام اہل مذاہب پر صدقہ و خیرات کیا کرو۔)

غیر مسلم قیدی کے ساتھ حسن سلوک: اسلام کے علاوہ دوسری اقوام میں اکثر قیدیوں کے ساتھ ظلم و ستم کا رجحان پایا جاتا ہے، وہ چوں کہ کمزور اور ضعیف بن کر ماتحتی میں آتے ہیں، اس لیے ان کے ساتھ نازیبا سلوک کیا جاتا ہے۔ اسلام نے اسے سختی سے منع کیا ہے۔ سورۂ دھر

کی آیت (۸) میں ابرار (نیک لوگوں) کی یہ صفت بیان کی گئی ہے، کہ وہ مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ ارشادِ ربّانی ہے: وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۔[32]

عہد نبوی میں قیدی صرف غیر مسلم ہوا کرتے تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ غیر مسلم قیدی کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے گا۔ صحابۂ کرامؓ نے اپنے قیدیوں کے ساتھ جو حسن سلوک کیا، تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی، جنگ بدر میں جب ستر قیدی ہاتھ میں آئے، اور آپ ﷺ نے مختلف صحابۂ کرامؓ کے درمیان ان کو دیکھ بھال کے لیے تقسیم کیا، اور بہتر برتاؤ کی ہدایت دی تو صحابۂ کرامؓ نے ان کے ساتھ حیرت انگیز حسن سلوک کا معاملہ کیا، خود بھوکے رہے، مگر انھیں اچھا کھلایا پلایا، ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھا، خود تکلیفیں اُٹھائی، اپنے قیدیوں کو آرام اور راحت پہنچائی، جبکہ وہ حالت جنگ تھی، اور ان ہی کفار کے ہاتھوں یہ ستائے گئے تھے یہاں تک ان کے مظالم کے سبب صحابۂ کرامؓ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا تھا، ان سب کے باوجود، غیر مسلموں کے ساتھ یہ رواداری اور بہتر سلوک سارے مسلمانوں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے، جس کے نقش قدم پر چلنا ہمارا نصب العین ہونا چاہیے۔

غیر مسلم کو دُعاء دینا: احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات سے ثابت ہے، کہ غیر مسلموں کی عیادت، تعزیت اوران کے لیے دعائے صحت کرنا (اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے) درست اور جائز ہے، اور بلندی اخلاق کی علامت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے، کہ آپ نے ایک یہودی لڑکے کی بیمار پرسی اور عیادت کی جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ البتہ تعزیت کرتے وقت، ان کے مردوں کے لیے بجائے استغفار اور مغفرت کے، کسی دوسرے الفاظ سے تسلی دی جائے، اس لیے کہ غیر مسلم کے جنازے میں شرکت کرنا، اوران کے لیے استغفار اور دعائے مغفرت جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے سورۃ التوبۃ میں فرمایا ہے: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۔[33] ترجمہ: ”پیغمبر ﷺ اور مسلمانوں کو شایاں نہیں کہ جب ان پر ظاہر ہو گیا کہ مشرک اہل دوزخ ہیں۔ تو ان کے لئے بخشش مانگیں گو وہ ان کے قرابت دار ہی ہوں۔“ اسی طرح جان ومال میں برکت کی دعاء بھی کافر کو نہیں دی جاسکتی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۔ [34]ترجمہ: ”اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیز گار ہو جاتے تو ان پر آسمان اور زمین کی برکات کے خزانے کھول دیتے، مگر انہوں نے تو تکذیب کی تو ان کے اعمال کی سزا میں ہم نے ان کو پکڑ لیا۔“ یعنی اگر بستیوں، شہروں کے رہنے والے ایمان و تقویٰ والے بن جائیں، تو ہم زمین و آسمان کی برکتیں ان کے لئے کھول دیں۔ معلوم ہوا، کہ یہ کافر ایمان و تقوی کے بغیر ان برکات کے مستحق نہیں، اس لئے اہل کفر برکت کی دعاء کے مستحق اور حقدار نہیں۔

غیر مسلم کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کرنا: عدل وانصاف کی شریعت نے بہت سخت تاکید کی ہے؛ بلکہ یہ صرف اسلام کا امتیازی وصف ہے، کہ وہ مسلمانوں کو ہر حال میں عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی فرد یا گروہ پر ظلم کریں، چاہے اس سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہوں اور اس نے کتنی ہی زیادتی کیوں نہ کی ہو۔ ارشاد ربانی ہے: يٰاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى -[35]ترجمہ:۔"اے ایمان والو! خدا کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے۔" دوسری جگہ ارشاد ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ -[36]ترجمہ:۔ "خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔"

اسلام ان تمام حقوق میں غیر مسلم اقلیتوں اور مسلمانوں کے درمیان عدل وانصاف اور مساوات قائم کرنے کا حکم دیتا ہے (جو کسی مذہبی فریضے اور عبادت سے متعلق نہ ہوں، بلکہ ان کا تعلق ریاست کے نظم وضبط اور شہریوں کے بنیادی حقوق سے ہو)۔ قرآن مجید میں اُن تمام غیر مسلموں کے ساتھ خیر خواہی، مروّت، حسن سلوک اور رواداری کی ہدایت دی گئی ہے، (جو اسلام اور مسلمانوں سے بر سر پیکار نہ ہوں اور نہ ان کے خلاف کسی سازشی سرگرمی میں مبتلا ہوں)۔ ارشاد ربّانی ہے: لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ -[37]ترجمہ:۔"جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

اسلامی ریاست میں تمام غیر مسلم اقلیتوں اور رعایا کو عقیدے، مذہب، جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفّظ کی ضمانت حاصل ہو گی۔ وہ انسانی بنیاد پر شہری آزادی اور بنیادی حقوق میں مسلمانوں کے برابر کے شریک ہوں گے۔ قانون کی نظر میں سب کے ساتھ یکساں معاملہ کیا جائے گا، بحیثیت انسان کسی کے ساتھ کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔ جزیہ (ٹیکس) قبول کرنے کے بعد، ان پر وہی واجبات اور ذمے داریاں عائد ہوں گی جو مسلمانوں پر عاید ہیں، اور انہیں بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے، جو مسلمانوں کو حاصل ہیں، اور وہ ان تمام مراعات و سہولیات کے مستحق ہوں گے، جن کے مستحق مسلمان ہیں۔ فَإِنْ قَبِلُوا عَقْدَ الذِّمَّةِ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ، وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ،۔ [38]"اگر وہ ذمہ قبول کرلیں، تو جو حقوق و مراعات مسلمانوں کو حاصل ہیں، وہی ان کو بھی حاصل ہوں گی اور جو ذمے داریاں مسلمانوں پر عائد ہیں وہی ان پر بھی عائد ہوں گی۔" جان کے تحفظ میں ایک مسلم اور غیر مسلم دونوں برابر ہیں۔ دونوں کی جان کا یکساں تحفظ واحترام کیا جائے گا۔ اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس طرح کے غیر مسلم رعایا کی جان کا تحفظ کرے اور انہیں ظلم اور

زیادتی سے محفوظ رکھے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا۔[39] ترجمہ:۔"حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مُعاہِد کو قتل کر لیا، وہ جنّت کی خوش بُو تک نہیں پائے گا، جب کہ اس کی خوش بُو چالیس سال کی مسافت سے بھی محسوس ہوتی ہے۔"

غیر مسلم کا مسجد میں قیام: مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر اور ایک مقدس اور پاک جگہ ہے۔ یہ مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا۔[40] ترجمہ:۔"اور یہ کہ مسجدیں (خاص) خدا کی ہیں تو خدا کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔" اس لئے اس کو پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مسجد میں ہر طرح کی آلودگی، بچوں کی آمد و رفت، شور و شرابہ، اور ناپاک لوگوں کے داخلے سے حفاظت ایمان کا حصہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود غیر مسلم اقوام کو کسی ضرورت کے تحت مسجد میں داخل کرنا اور ٹھہرانے کا ثبوت ملتا ہے۔ امام زیلعیؒ فرماتے ہیں: أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ، أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَضَرَبَ لَهُمْ قُبَّةً فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ، لِيَنْظُرُوا إلَى صَلَاةِ الْمُسْلِمِينَ، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُنْزِلُهُمْ الْمَسْجِدَ وَهُمْ مُشْرِكُونَ؟ فَقَالَ: "إنَّ الْأَرْضَ لَا تَنْجُسُ، إنَّمَا يَنْجُسُ ابْنُ آدَمَ"۔[41] ترجمہ:۔"وفد ثقیف جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے ان کے لیے مسجد کے آخری کونے میں ایک خیمہ لگوایا؛ تاکہ وہ مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھیں، کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ انھیں مسجد میں ٹھہرا رہے ہیں، جب کہ وہ مشرک ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: زمین کبھی نجس نہیں ہوتی، نجس تو ابن آدم ہوتا ہے۔" غیر مسلم کو عقیدے کے اعتبار سے قرآن نے ناپاک کہا ہے، تاہم جسمانی اعتبار سے اگر وہ پاک صاف رہیں تو مسجد میں داخلے کی ممانعت نہیں ہوگی، بالخصوص اس نیت سے کہ مسلمانوں کے طریقۂ عبادت، ان کی اجتماعیت اور سیرت و اخلاق کو دیکھ کر ان کے دل نرم پڑ جائیں، اور اسلام کی طرف وہ مائل ہوں؛ جیسا کہ آپ ﷺ نے مختلف وفود اور اشخاص کو مسجد میں قیام کی اجازت اسی مقصد کے تحت دی تھی۔ علامہ خطابیؒ لکھتے ہیں: وفي هذاالحديث من العلم أن الكافر يجوز له دخول المسجدلحاجة له فيه أوللمسلم إليه.[42] ترجمہ:۔"اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ کافر کو اگر مسجد میں کوئی حاجت ہو، یا مسلمان کی اس سے کوئی حاجت ہو، تو وہ وہاں داخل ہو سکتا ہے۔"

غیر مسلم کے جنازہ کا احترام: خوشی اور غم مسلمان کی طرح غیر مسلم پر بھی آتے ہیں، کیونکہ وہ بھی انسان ہیں، اس لئے شریعت کے حدود کی رعایت کرتے ہوئے ان کی خوشی اور غم میں شرکت جائز ہے۔ جنازہ وہ تصور و خیال ہے، جو انسان کو متنبہ کر کے اور اس کی توجہ آخرت کی طرف پھیرتے ہوئے انسان کو چونکا دیتا ہے۔ اس لیے شریعت کا حکم یہ ہے، کہ اگر کہیں سے کوئی جنازہ گزرے تو انسان کو احتراماً کھڑا ہو جانا چاہیے، اگرچہ یہ جنازہ غیر مسلم کا کیوں نہ ہو۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ، فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا بِهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُودِيٍّ، قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الجِنَازَةَ، فَقُومُوا»۔ [43] ترجمہ:۔"حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے، کہ ہم پر ایک مرتبہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا، تو رسول اکرم ﷺ خود بھی کھڑے ہوگئے اور ہم کو بھی کھڑا کیا، ہم نے عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ: یہ تو یہودی کا جنازہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، جب تم جنازہ دیکھو، تو کھڑے ہو جاؤ۔" اس سے اگلی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں: اَلَیْسَتْ نَفْسًا؟۔ کیا وہ انسان نہیں تھا؟ یعنی ہم نے انسانیت کا احترام کیا ہے اور انسان ہونے میں تمام نوع بنی آدم یکساں ہیں۔

غیر مسلم سے کاروباری تعلقات: کاروبار، خرید و فروخت، لین دین انسانی زندگی کا لازمی جز ہے، یہ چیزیں جس طرح مسلمانوں کے ساتھ درست ہیں، اسی طرح غیر مسلم افراد کے ساتھ بھی جائز ہیں، غیر مسلم طبقے سے تجارتی تعلقات شرعی حدود میں رہتے ہوئے کئے جاسکتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ، وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ». [44] ترجمہ:۔"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مدت کے لیے غلہ خرید، ااور اس کے پاس اپنے لوہے کی ذرہ رہن رکھی۔" علامہ دقیق العیدؒ فرماتے ہیں: والحديث دليل على جواز الرهن مع ما نطق به الكتاب العزيز، ودليل على جواز معاملة الكفار، وعدم اعتبار الفساد في معاملاتهم۔ [45] ترجمہ:۔"یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ گروی رکھنا جائز ہے، اگرچہ اس کو قرآن پاک نے بیان کیا ہے، اور اس بات پر بھی دلیل ہے، کہ کفار سے معاملہ کرنا جائز ہے، اور یہ کہ ان کے آپس کے معاملات کے فساد کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔"

خلاصہ بحث: اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ: قرآن وسنت اور تعلیماتِ نبویؐ پر مبنی ان ہدایات اور تعلیمات سے پتا چلتا ہے کہ اسلام احترامِ انسانیت اور رواداری کا دین ہے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں، جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ غیر مسلموں سے کسی قسم کا امتیازی رویہ اور ان پر ظلم و تعدّی اسلامی تعلیمات کے قطعی منافی ہے۔ قرآن کریم، احادیثِ نبویؐ اور سیرت پاک میں ہمیں غیر مسلموں کے سلسلے میں جو ہدایات اور مثالی تعلیمات ملتی ہیں، بلاشبہ وہ ایک مسلمان کے لیے روشن نمونہ عمل اور اسلامی ریاست کا ابدی دستور ہیں، جن پر عمل کرنا اسلامی ریاست اور تمام اہل اسلام کی اجتماعی ذمے داری ہے، ہم پر لازم ہے کہ اچھے اخلاق کے ذریعہ ہم ایک اچھا انسان ہونے کا ثبوت دیں؛ تاکہ اسلام کی اچھی تصویر ان کے ذہن میں بیٹھ جائے، اور کم از کم اسلام اور مسلمانوں کے متعلق نرم گوشہ ان کے دل میں پیدا ہو جائے۔ تاہم شریعت اسلامی کے ہم پابند ہیں، ہمارے درمیان اسلامی امتیاز ہر وقت باقی رہے گا، عقائد میں، یا مسائل میں اس کی وجہ سے کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی، ایک مسلمان کو رواداری کے نام پر ذرّہ برابر بھی دینی معاملے میں مداہنت، یا کسی رد و بدل اور ترمیم کی اجازت نہیں ہوگی، مخالفین کی خواہشات کے سامنے جھک جانا بڑے خسارے کا سودا

ہو گا۔ قرآن پاک کی بہت سی آیات میں آپ ﷺ کو ہدایت دی گئی ہے، کہ رواداری یا اخلاق کی آڑ میں ان کے مذہب کی طرف جھکنا دنیا و آخرت دونوں کو تباہ کر دے گی، یہ دراصل اُمت کو سبق دینا ہے ورنہ آپ ﷺ کے بارے میں اس کا شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

حواشی وحوالہ جات:

[1]:۔ ابن قيم،محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين الجوزية (م:۷۵۱ھ) زاد المعاد في هدي خير العباد ج۳ ، ص۱۱۴،الناشر:مؤسسة الرسالة،بيروت-مكتبة المنارالإسلامية،الكويت،الطبعة:السابعة والعشرون,۱۴۱۵ھ،/۱۹۹۴م -

[2]:۔ القرآن، سورۃ لقمان آیت نمبر ۱۳

[3]:۔ القرآن، سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۶

[4]:۔ القرآن، سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۸

[5]:۔ القرآن، سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۵۱

[6]:۔ القرآن، سورۃ الممتحنۃ آیت نمبر ۱

[7]:۔ القرآن، سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۲۳

[8]:۔ القرآن، سورۃ المجادلۃ آیت نمبر ۲۲

[9]:ابن عابدين،محمدأمين بن عمربن عبدالعزيز عابدين الدمشقي الحنفي(م:1252ھ) ردالمحتار على الدر المختار ج5،ص58،الناشر: دار الفكر-بيروت(لبنان)الطبعة: الثانية، 1412ھ - 1992م -

[10]:۔ القرآن، سورۃ الممتحنۃ آیت نمبر ۸

[11]:۔جلال الدين محمدبن أحمد المحلي(م:864ھ) وجلال الدين عبدالرحمن بن أبي بكرالسيوطي(م:911ھ)تفسيرالجلالين ج1،ص69،الناشر: دار الحديث – القاهرة،الطبعة: الأولى،سطن -

[12]:۔ تھانوی، حکیم الامت، مولانا محمد اشرف علی(م:۱۹۴۳م) بیان القرآن، ج۱، ص۱۴۸، ناشر: مکتبہ رحمانیہ، اقر أسنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور۔

[13]:۔ القرآن، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۹۲

[14]:۔جواہر الفقہ۔ از مفتی محمد شفیعؒ، ج۵، ص۷۰، ناشر، جامعہ دار العلوم کراچی، سطن۔

[15]:۔ البخاري،محمدبن إسماعيل أبوعبدالله الجعفي،(م:256ھ)الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه =صحيح البخاري ج8،ص11،حديث نمبر6018،بَابٌ:مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِفَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ،-الناشر:دارطوق النجاة(مصورةعن السلطانية بإضافة ترقيم،ترقيم محمدفؤادعبدالباقي)الطبعة: الأولى،1422ھ)

[16]:۔ أبو الحسن،مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (م:261ھ) المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ج4، ص2025،حديث نمبر2625، بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالْجَارِ وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ۔ ناشر:دار إحياءالتراث العربي – بيروت (لبنان)سطن -

[17]:۔ البيهقي،ابوبكرأحمدبن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني(م:458ھ)شعب الإيمان،ج12،ص105، الناشر:مكتبةالرشدللنشروالتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدارالسلفية ببومباي بالهند،الطبعة:الأولى، 1423ھ - 2003م -

[18]:- أبو الحسن،مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (م:261ھ) المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ج1، ص67،حديث نمبر45، بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مِنْ خِصَالِ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ- ناشر:دار إحياءالتراث العربي – بيروت (لبنان)سطن -

[19]:- البخاري،محمدبن إسماعيل أبوعبدالله الجعفي،(م:256ھ)الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه =صحيح البخاري ج8،ص10،حديث نمبر6016، بَابُ إِثْمِ مَنْ لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ- الناشر:دارطوق النجاة(مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى، 1422ھ)

[20]:- أبو الحسن،مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (م:261ھ) المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ج1، ص227،حديث نمبر272، بَابُ بَيَانِ تَحْرِيمِ إِيذَاءِ الْجَارِ- ناشر:دار إحياءالتراث العربي – بيروت (لبنان)سطن -

[21]:- الترمذي،أبوعيسى،محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك(م:279ھ)الجامع الكبير- سنن الترمذي ج3، ص397،حديث نمبر1943، بَابُ مَاجَاءَ فِي حق الجوار-،الناشر:دار الغرب الإسلامي– بيروت- سنةالنشر:1998م - المحقق:بشارعواد معروف

[22]:- محمدرشيدبن علي رضابن محمدشمس الدين بن محمدبهاء الدين بن منلاعلي خليفة القلموني الحسيني(م:1354ھ) تفسير القرآن الحكيم (تفسير المنار)ج5،ص75، الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب،سنة النشر: 1990م -

[23]:- القرطبي،أبوعبدالله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين (م:671ھ) الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي،ج5،ص184، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة،الطبعة: الثانية،1384ھ – 1964م -

[24]:- القرطبي،أبوعبدالله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين (م:671ھ) الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي،ج5،ص188، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة،الطبعة: الثانية،1384ھ – 1964م -

[25]:- البخاري،محمدبن إسماعيل أبوعبدالله الجعفي،(م:256ھ)الادب المفرد،ج،4ص208،حديث نمبر594،بَابُ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ، المحقق:محمد فؤاد عبد الباقي،الناشر: دار البشائر الإسلامية – بيروت،الطبعة: الثالثة، 1409ھ – 1989م -

[26]:- الترمذي،أبوعيسى،محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك(م:279ھ)الجامع الكبير- سنن الترمذي ج3، ص192،حديث نمبر1576،بَابُ مَاجَاءَفِي قَبُولِ هَدَايَاالْمُشْرِكِينَ-،الناشر:دارالغرب الإسلامي،بيروت- سنةالنشر:1998م -

[27]:- الشيباني،أبوعبدالله أحمدبن حنبل(م:٢٤١ھ) مسند الإمام أحمد بن حنبل ج٢١،ص٣٤٤،حديث نمبر١٣٨٦٠،محقق: شعيب الأرنؤوط ، عادل مرشد، وآخرون،إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي،الناشر:مؤسسة الرسالة،الطبعة: الأولى،١٤٢١ھ ٢٠٠١م-

[28]:- البخاري،محمدبن إسماعيل أبوعبدالله الجعفي،(م:256ھ)الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه =صحيح البخاري ج2،ص94،حديث نمبر1356، بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ- الناشر:دارطوق النجاة(مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى، 1422ھ)

[29]:- أحمدبن علي بن حجر،أبو الفضل العسقلاني الشافعي(م:852ھ)فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج10، ص119،الناشر:دار المعرفة – بيروت(لبنان)،1379ھ -

[30]:- أبوالحسن برهان الدين،علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني،(م:593ھ) الهداية في شرح بداية المبتدي،ج4،ص380، المحقق: طلال يوسف،الناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت - لبنان

31:ـ العبسي،أبو بكر بن أبي شيبة، عبدالله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي(م:235ھ)الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار،ج2،ص401،حديث نمبر10398- باب:مَاقَالُوا فِي الصَّدَقَةِ فِي غَيْرِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ،المحقق:كمال يوسف الحوت،الناشر: مكتبة الرشد – الرياض،الطبعة: الأولى،1409ھ -

32:ـ القرآن، سورۃ الانسان (الدھر) آیت نمبر ۸

33:ـ القرآن، سورۃ التوبۃ، آیت نمبر ۱۱۳

34:ـ القرآن، سورۃ الاعراف آیت نمبر ۹۶

35:ـ القرآن، سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۸

36:ـ القرآن، سورۃ التوبۃ، آیت نمبر ۱۱۳

37:ـ القرآن، سورۃ الممتحنۃ، آیت نمبر ۸

38:ـ علاء الدين،أبوبكربن مسعود بن أحمدالكاساني الحنفي(م:587ھ)بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،ج7،ص100، الناشر: دار الكتب العلمية،الطبعة: الثانية، 1406ھ - 1986م -

39:ـ البخاري،محمدبن إسماعيل أبوعبدالله الجعفي،(م:256ھ) الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، ج،4ص99،حديث نمبر3166،بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ، الناشر:دارطوق النجاة(مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى، 1422ھ)

40:ـ القرآن، سورۃ الجن، آیت نمبر ۱۸

41:ـ الزيلعي،جمال الدين أبومحمد عبدالله بن يوسف بن محمد (م:762ھ) نصب الراية لأحاديث الهداية مع حاشيته بغية الألمعي في تخريج الزيلعي،ج4،ص270، المحقق:محمد عوامة،الناشر: مؤسسة الريان للطباعة والنشر - بيروت -لبنان/ دار القبلة للثقافة الإسلامية- جدة – السعودية،الطبعة: الأولى، 1418ھ/1997م -

42:ـ أبوسليمان، حمدبن محمد بن إبراهيم بن الخطاب البستي المعروف بالخطابي(م:388ھ) معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود،ج3،ص35،الناشر: المطبعة العلمية – حلب،الطبعة: الأولى 1351ھ - 1932م -

43:ـ البخاري،محمدبن إسماعيل أبوعبدالله الجعفي،(م:256ھ) الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، ج،2ص85،حديث نمبر1311، بَابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ،،الناشر: دارطوق النجاة(مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى،1422ھ)

44:ـ البخاري،محمدبن إسماعيل أبوعبدالله الجعفي،(م:256ھ) الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، ج،3ص56،حديث نمبر2068- بَابُ شِرَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيئَةِ،الناشر: دارطوق النجاة(مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم،ترقيم محمدفؤادعبد الباقي)الطبعة: الأولى،1422ھ)--

45:ـ ابن دقيق العيد،(م:702ھ) إحكام الإحكام شرح عمدة الأحكام،ج2،ص145،حديث نمبر281، بَابُ الرَّهْنِ وَغَيْرِهِ- الناشر: مطبعة السنة المحمدية،الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ(سطن) -

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.